Al-Watan
Tours & Travels
Hajj & Umrah Group Operator.
Domestic & International Air Ticketing and Visa Services
#:Shop No.15, 16, Shujaiya Bazar, Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-66171244 / 9247772786

ST

شجاعیہ ٹائمز

انگریزی ہفت روزہ

Urdu Edition/اردو ایڈیشن

7 مارچ 2025 ☆ تعداد صفحات:4 ☆ قیمت:-/10روپے

عالمی یوم خواتین

۸/ مارچ کو یوم خواتین کے نام پر پوری دنیا میں جشن منایا جاتا ہے۔اور اسلام کے بارے میں غلط فہمی پھیلائی جاتی ہے اور یہ بدگمانی پیدا کی جاتی ہے کہ اسلام عورتوں کو اس کا جائز حق نہیں دیتا ہے۔آیئے اس غلط فہمی کو دور کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو عورت کو اس کا جائز حق دلاتا ہے۔

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وقت (اور اس سے پہلے برسوں سے) سب سے زیادہ جو مظلوم اور ستم رسیدہ طبقہ تھا وہ دو طبقات تھے خواتین اور غلام۔ان دو طبقوں کی آفتاب نبوت کے طلوع (ہونے) کے وقت جو حالت اور پوزیشن تھی اگر اس کا تذکرہ کیا جائے تو انسانیت شرم سار ہونے لگتی ہے اور دل و دماغ اس کی منظر کشی سے متاثر ہونے لگتے ہیں۔بعض قبیلے ایسے تھے کہ بچی کی ولادت کو نحوست اور اپنے لئے شرم و عار سمجھتے تھے اور بچیوں کے پیدا ہونے پر انہیں زندہ در گور کر دیا کرتے تھے۔ان کے ذہن میں یہ منفی تصور تھا کہ اگر لڑکی بڑی ہوگی تو اس کی شادی کرانی ہوگی اور وہ اپنی بچی کا عقد کر کے کسی دوسرے مرد کے حوالے کرے یہ تو اس کے لئے شرم اور عار کی بات ہے وہ کسی کو اپنا داماد بنائیں یہ رشتہ انہیں بلکل پسند نہیں تھا۔حیض (ایم سی) کی حالت عرب اپنی بیویوں کو ایک طرح سے کال کوٹھری میں بند کر دیتے تھے اور ان کے ہاتھ کا بنا بنایا کھانا نہیں کھاتے اور نہ ہی ان کے ہاتھ سے پانی پیتے تھے (آج بھی یہ رواج کیرلا وغیرہ کے ہندوؤں میں پایا جاتا ہے بلکہ بعض ناخواندہ مسلمانوں میں بھی یہ تصور ہے)

حیض کی حالت میں ان کو ڈبو اور بڑے چمچے کے ذریعہ دور سے کھانا پانی دیا جاتا تھا۔ان کو غسل کرنے اور کپڑے تبدیل کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔صرف شوہر ہی ان سے دور نہیں رہتا بلکہ گھر کے سارے لوگ اس حالت میں ان سے کتراتے تھے۔اس حالت کو بہت منحوس خیال کرتے تھے۔دوسری جہالت یہ بھی تھی کہ شوہر کے انتقال کے بعد بیوی ترکہ میں شمار کی جاتی اور بڑے بیٹے کا ماں پر حق بن جاتا اور وہ ماں ہی سے شادی کر لیتا تھا۔اس طرح بے شمار گندگی اور جہالت تھی جس کا تذکرہ زبان پر لانا ممکن نہیں ہے۔عورتوں کو جانوروں کا سا درجہ دے رکھا تھا، میراث میں عورتوں کا کوء حصہ نہیں تھا،عورتوں کی عزت و حرمت اور شرافت کو اس درجہ مجروح کر دیا گیا تھا کہ ایک خاتون کے کء شوہر بھی ہو سکتے تھے۔اسی لئے اس زمانے کو زمانۂ جاہلیت کے نام سے جانا جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو ان کا کھویا ہوا مقام دلایا۔ان کی صنفی نزاکتوں کے خیال رکھنے کی بھرپور تلقین کی۔ان کے ساتھ حسن سلوک کی شہادت کے لئے یہی کافی ہے کہ یا تو عورتوں کو گناہ کا دروازہ اور سامان ننگ و عار تصور کیا جاتا تھا،اسلام نے ان کو ایسی عزت دی کہ قران پاک میں مستقل ایک سورہ عورتوں سے منسوب کی گء اور اس کا نام ٠٠النساء٠٠قرار پایا۔

جب کہ مردوں سے منسوب ٠٠الرجال٠٠ نام کی کوء سورہ قرآن مجید میں موجود نہیں۔ایک پاکباز اور باعصمت خاتون ٠٠مریم٠٠ کے نام پر ایک سورہ کا نام رکھا گیا۔اسی طرح دنیا میں بلکہ آخرت کے اعتبار سے بھی جو جگہ اور گاوں اور شہر سب زیادہ قابل احترام اور بابرکت ہے اس کی نسبت بھی ماں کی طرف کی گء ہے اور جس کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ہے یعنی٠٠ام القری٠٠۔

عورت کے احترام اور ان کے مقام و مرتبہ کی قدردانی کا اندازہ اس واقعہ سے بھی کیجئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے تمام نسخوں کو ختم کر کے جو سب سے زیادہ مشہور و معروف نسخہ تھا جب اس خط والا نسخہ (حجازی لغت والا نسخہ) اور ایڈیشن تیار کروایا تو اس خط عثمانی والا پہلا نسخہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہدیہ کیا اور پھر اس کی مدد سے سارے نسخے تیار کر کے عالم اسلام میں بھیجا گیا۔

ان تمام حقائق اور واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں یہ طبقہ کتنا قابل احترام اور معزز ہے!عورتوں کی صنفی نزاکتوں کا اسلام میں کتنا خیال رکھا گیا اس اندازہ اس واقعہ سے لگائے کہ ایک موقع پر حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ اونٹ پر اپنی بیوی اور بچوں کو سوار کر کے اونٹ تیز ہکا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک حضرت انجشہ پر دور سے پڑ گء آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فورا مخاطب کر کے فرمایا: یا انجشہ! رفقا بالقواریر: انجشہ ان آبگینوں مہ پاروں اور صنف نازکوں کا خیال رکھو! خبردار اونٹ کو تیز مت ہکاو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو مستقل شخصیت کی مالک قرار دیا۔ملکیت میں تصرف کا پورا حق دلایا،حق نقد و تنقید دیا،ان کی تعلیم و تربیت کے خاص انتظام کیا گیا،ان کے لئے خصوصی وعظ و نصیحت کی مجلس قائم کی گئی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانیمیں جو خیر القرون تھا عورتوں کو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت دی۔زندگی کا تحفظ دیا اور عزت و وقار اور آبرو کی حفاظت کی نیز عصمت و حیا کی چادر دی۔الغرض عورتوں کے جو بھی حقوق (ان کی صنفی نزاکتوں کا خیال کرتے ہوئے) ہو سکتے تھے وہ تمام اسلام نے اور پیغمبر اسلام نے بیٹی کی شکل میں ماں کی شکل میں بہن کی شکل میں اور بیوی کی شکل میں دئے،سچاء یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مظلوم و مقہور اور ستم رسیدہ طبقہ کو عزت کا مقام دیا،ان کے جائز حقوق دلائے اور ایک ایسا سماجی قانون اور آئین عطا کیا جس میں عورتوں کی عزت نفس اور شرافت و خودداری کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے،اور ان کی صنفی نزاکتوں کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے۔

عام طور پر ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا احسان ہے کہ اس نے مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات و برابری کا حکم دیا ہے یہ تعبیر اور یہ بات صحیح نہیں ہے اس نے اس سلسلہ میں عدل کا حکم دیا ہے اور عدل کا مفہوم بہت وسیع ہے اس لفظ اور تعبیر میں بہت گہراء ہے اس کے معانی بہت وسیع ہیں۔

عدل کا ترجمہ مساوات اور برابری سے کرنا یہ کسی طرح درست نہیں ہے۔کیوں کہ مردوں اور عورتوں کی صلاحیتوں میں قدرتی طور پر فرق واقع ہوا ہے۔اس لئے اس فرق کی رعایت کے بغیر دونوں کے لئے ایک طرح کے حقوق و فرائض کو متعین کرنا دانش مندی اور عقل مندی کی بات نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو کیا کچھ مقام و مرتبہ عطا کیا اور ان کے حقوق کا کس قدر خیال رکھا یہ موضوع بہت تفصیل طلب ہے اس مختصر پیغام میں اس کو سمیٹنا ناممکن ہے لیکن مالا یدرک کلہ لا یترک بعضہ کے ضابطے کے تحت صرف بیٹی، ماں اور بیوی کو اسلام نے کیا دیا اس کا مختصرا تذکرہ کروں گا کیونکہ خاندان میں عورت عام طور پر انہیں تین مرحلوں سے گزرتی ہے، پہلے بیٹی بنتی ہے پھر بیوی بنتی ہے اور اس کے بعد ماں بنتی ہے۔

عرب بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے تھے ان کی پیدائش کو منحوس سمجھتے تھے۔بعض خاندان اور قبیلے کے لوگ تو اتنے سخت دل اور سخت جاں تھے کہ بیٹی کے پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے۔

اسی لئے اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کے مقام و مرتبہ کو بہت بڑھایا ان کی پیدائش کو وجہ مسرت قرار دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی پرورش و پرداخت،تعلیم و تربیت اور ان کی نگہداشت کی خاص فضیلت بیان فرماء۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس کی دو بچیاں ہوں اور وہ بہتر طور پر خوش اسلوبی کے ساتھ ان کی پرورش و پرداخت کرے اور بیٹیوں پر بیٹے کو ترجیح و فوقیت نہ دے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انگشت شہادت اور تیسری انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اور وہ جنت میں اتنے قریب ہوں گے، جیسے یہ دونوں انگلیاں، اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی صاحب زادیوں کے ساتھ جو سلوک فرمایا جس محبت اور شفقت سے پیش آئے اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔روایت میں آتا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپ سے ملاقات کے لئے آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہو جاتے،ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ ان کو بٹھاتے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے گھر جاتے تو یہی معاملہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ہوتا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے تو آخری ملاقات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر کے جاتے،واپس آتے تو مسجد میں پہلے تشریف لاتے اور پھر سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کو بیٹی کی کفالت اور تعلیم و تربیت کا ذمہ دار قرار دیا۔حکم شریعت یہ ہے کہ اگر لڑکا عاقل و بالغ ہو جائے اور کمانے کے لائق ہو جائے تو باپ اس کی کفالت سے دست کش ہو سکتا ہے اس کی کفالت کے بوجھ اور ذمہ داری سے برء الذمہ ہو سکتا ہے۔

لیکن لڑکی بالغ ہو جائے تب بھی اس کی پرورش اور کفالت کی ذمہ داری اس وقت تک والد کے کندھے پر رہتی ہے جب تک کے شادی نہ ہو جائے اور اپنے شوہر کے حوالے اور سپرد نہ ہو جائے اور اس کا نفقہ و سکنی کا انتظام شوہر کے ذمہ نہ آ جائے۔اور خدانا خواستہ اگر نباہ نہ ہو سکے اور طلاق و جدائگی کی نوبت آ جائے یا وہ بیوہ ہو جائے تو پھر دوبارہ اس کی کفالت والدین کے ذمہ آ جاتی ہے۔

لڑکی کے لئے اس کے معیار کے مطابق رشتہ ڈھونڈنا اس کے لئے آگے کی زندگی کا انتظام کرنا نکاح کے فرائض انجام دینا یہ تمام ذمہ داریاں والدین کے حوالے اور سپرد ہیں۔اسلام نے بیٹوں کی طرح بیٹیوں کو بھی میراث میں حق دلوایا اگر چہ بعض مصلحت کی بنا پر بیٹی کو بیٹے کے مقابلے میں آدھے کا حق دار قراد دیا کیونکہ کہ بیٹی کو آگے شوہری حق ملتا ہے اور ماں اور بیوی کے طور پر بھی آگے وہ وراثت کا حق دار بنتی ہیں۔اور یہ بات بیاد رہے کہ بیٹیاں ان رشتہ داروں اور قرابت مندوں میں ہیں جو کبھی میراث سے محروم نہیں ہوسکتیں۔

Lulus The Pearls Shoppee...
Spl. in: Pearls Jewellery
Stone Necklace,
Rani Haar, Pearls,
Lac Bangles,
Stone Bangles,
Pearls Bangles Etc.
We Accept All Credit Cards
#:Shop No.9, Shujaiya Bazar,
Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-24515253 / 8019659606

افطار میں کھجور کی اہمیت

رمضان المبارک کا اہم ترین عبادت روزہ ہے۔ یہ رحمت، بخشش، مغفرت اور نزول قرآن کا مہینہ ہے، لوگ خوش قسمت ہیں جنہوں نے اس مبارک ماہ کو پایا اور روزہ وعبادت کے ذریعہ اپنے رب کو راضی کرلیا۔ اس ماہ میں روزہ کے بعد سب سے بہترین عمل دوسروں کو افطاری کرانا ہے۔

قرآن مجید اور دیگر مقدس کتابوں میں جا بجا کھجور کا ذکر ملتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ" جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ گھر ایسا ہے کہ جیسے اس میں کھانا نہ ہو"۔

ماہِ رمضان المبارک کا پہلا عشرہ، رحمت ہم سے جدا ہوگیا۔ اب دوسرا عشرہ، "بخشش ومغفرت" اپنی تمام تر فیوض و برکات، رحمت ومغفرت کیساتھ سایہ فگن ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ" تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی، ایک روزہ دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی اور تیسرے مظلوم کی۔

کھجور کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر مختلف حوالوں سے فرمایا ہے۔ اسی طرح احادیث میں بھی کھجور کی افادیت، غذائی اہمیت اور طبی فوائد بیان کیے گئے ہیں۔

ساری دنیا کے مسلمان افطار کے وقت کھجور سے روزہ کھولنا ثواب سمجھتے ہیں، جدید تحقیق نے بھی ثابت کیا ہے کہ کھجور سے ہمارے جسم اور صحت کو بہت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔ کھجور کا درخت دنیا کے اکثر مذاہب میں مقدس مانا جاتا ہے، مسلمانوں میں اس کی اہمیت کی انتہا یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام درختوں میں سے اس درخت کو مسلمان کہا ہے کیونکہ صابر، شاکر اور اللہ کی طرف سے برکت والا ہے۔

یاد رکھیں ہمیشہ کھجور سے روزہ افطار کریں، اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کرلیں کیونکہ پانی پاک کرنے والی شئے ہے، کھجور اور پانی سے افطاری کو پسند کیا گیا ہے، اگر آپ کوئی اہتمام نہیں کرسکتے ہیں تو روزہ دار کو پانی سے ہی افطاری کرادیں اللہ پاک آپ کو بھی وہی اجر عطا فرمائے گا جو روزہ دار کو ملے گا۔

کھجور ایک قسم کا پھل ہے۔ کھجور زیادہ تر مصر اور خلیج فارس کے علاقے میں پائی جاتی ہے۔ دنیا کی سب سے اعلیٰ کھجور عجوہ کھجور ہے، جو بے شمار بیماریوں کے لیے شفایاب ہے، یہ سعودی عرب کے مقدس شہر مدینہ منورہ اور مضافات میں پائی جاتی ہے۔ طبی تحقیق کے مطابق کھجور ایک ایسی منفرد اور مکمل خوراک ہے جس میں ہمارے جسم کے تمام ضروری غذائی اجزاء وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں افطار کے وقت کھجور کا استعمال اس کی افادیت کا منہ بولتا ثبوت ہے چونکہ دن بھر فاقہ کے بعد توانائی کم ہوجاتی ہے اس لیے افطاری ایسی مکمل اور زود ہضم غذا سے کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو زیادہ سے زیادہ طاقت وتوانائی فراہم کرسکے اور کھجور یہ تمام مقاصد پورا کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔

ماہرین صحت کے مطابق افطار کے موقع پر کھجور استعمال کرنے کے بے شمار فوائد ہیں۔ کھجور کھاتے ہی وہ معدہ جو دن بھر کے روزے کی وجہ سے سست پڑ جاتا ہے وہ ایک بار پھر فعال ہوتا ہے اور وہاں غذا ہضم کرنے والے خامروں اور انزائم کی پیداوار شروع ہوجاتی ہے جو افطار کے بعد کھانے کو ہضم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مغرب) کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تر کھجوریں بروقت میسر نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں (چھوہاروں) سے افطار فرماتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کو اگر سائنسی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم کھجور سے افطاری کرتے ہیں تو اس کی مٹھاس منہ کی لعاب دار جھلی میں فوری جذب ہوکر گلوکوز میں تبدیل ہوجاتی ہے جس سے جسم میں حرارت اور توانائی بحال ہوجاتی ہے۔

اس کے برعکس اگر تلی ہوئی یا مرغن چٹخارے دار چیزیں استعمال کی جائیں تو اس سے معدے میں حدت اور کثرتِ تیزابیت کے باعث سینے کی جلن اور بار بار پیاس لگتی ہے۔ جس سے EnzymesDigestive تحلیل ہوجاتے ہیں جو معدے کی دیواروں کو کمزور کرتے ہیں اور تبخیر کا سبب بنتے ہیں۔ کھجور سے افطاری کرنے کی صورت میں نہ تو معدے پر بوجھ پڑتا ہے اور نہ ہی معدے میں acid Hydrochloric کی زیادتی ہوکر تبخیر کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کھجور میں بے شمار طبی فوائد ہیں مثلاً بلغم اور سردی کے اثر سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچاتی ہے۔ ضعفِ دماغ رفع کرتی اور نسیان کو دور کرتی ہے۔

کھجور قلب کو تقویت وفرحت بخشتی ہے اور بدن میں خون کی کمی یعنی anemia کو دور کرتی ہے۔ گردوں کو قوت دیتی ہے اور امراض تنفس میں بالعموم دمہ میں مفید و مؤثر ہے۔ عربوں میں ایک پرانی کہاوت ہے کہ سال میں جتنے دن ہوتے ہیں اتنے ہی کھجور کے استعمال اور فوائد ہیں۔ کھجور کی افادیت سنت رسول ﷺ اور سائنسی اعتبار سے بھی ثابت ہے۔ ماہرین صحت کے مطابق کھجوروں میں وافر مقدار میں پروٹین، کاربوہائیڈریٹس، فائبر، وٹامن سی، وٹامن کے اور دیگر غذائی خصوصیات شامل ہوتی ہیں۔

کھجور کے فوائد :۔ شدید گرمی کے عالم میں توانائی فوری طور پر بحال کرنا ہو تو کھجور اس کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ پیٹ کے کیڑے مارنے کے لیے نہار منہ اس کا استعمال مفید ہے۔ تازہ پکی ہوئی کھجور کا مسلسل استعمال خون کثرت سے آنے والی بیماری میں فائدہ مند ہے۔ دل کے دورے میں کھجور کو گٹھلی سمیت کوٹ کر دینا جان بچانے کا باعث ہوتا ہے چونکہ دل کا دورہ شریانوں میں رکاوٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے شریانوں میں رکاوٹ کے باعث پیدا ہونے والی تمام بیماریوں میں کھجور کی گٹھلی تریاق کا اثر رکھتی ہے۔ کھجور رافع قولنج اور جھلیوں سے سوزش کو دور کرنے کے لیے مسکن اثرات رکھتی ہے اس لیے دمہ خواہ وہ امراض تنفس سے ہو یا دل کی وجہ سے اسے دفع کرتی ہے۔

کھجور کا مسلسل استعمال اور اس کی پسی ہوئی گٹھلیاں دل کے بڑھ جانے میں مفید ہیں۔ یہی نسخہ کالا موتیا کے مریضوں کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔ بلغم کو خارج کرتی ہے لہٰذا بعض ماہرین اسے تپ دق میں موثر قرار دیتے ہیں۔

پرانے قبض کے لیے بہترین دوا :۔

سوزش میں ایک بہترین ٹانک کا درجہ رکھتا چند دنوں تک کھجور کے باقاعدہ استعمال سے کوڑھ کے مرض میں فائدہ ہوتا ہے۔ نوزائیدہ بچے کو کھجور منہ میں چبا کر تھوڑی تھوڑی کھلائیں، بچے صحت مند اور تمام بیماریوں سے پاک رہیں گے۔ جلی ہوئی کھجور زخموں سے خون بہنے کو روکتی ہے اور زخم جلدی بھرتی ہے۔

کھجور کو خشک کرکے ہمراہ گٹھلی رگڑ کر منجن بنایا جاتا ہے جو دانتوں اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ مغز بادام دو تولے اور کھجور دو تولے کھانا قوت باہ کو مضبوط کرتا ہے۔ کھجور کے ساتھ کھیرا کھانے سے جسم توانا اور خوبصورت ہوجاتا ہے۔ کھجور کو دھوکر دودھ میں ابال کر دینا زچگی کے بعد کی کمزوری اور بیماری کے بعد کی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ کھجور کو نہار منہ کھایا جائے تو یہ پیٹ کے کیڑے مارتی ہے۔ کھجور کھانے سے عمر میں اضافے کے ساتھ نظر کی کمزوری کو بڑی حد تک روکا جاسکتا ہے، خاص طور پر رات کے وقت اندھے پن کی شکایت رفع کرنے میں کھجور کی افادیت مسلم ہے۔

جو لوگ اکثر قبض کے شاکی ہوتے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ کھجور سے استفادہ کریں، اس لیے کہ کھجور میں موجود حل پزیر ریشے آنتوں کو متحرک کرکے فضلے کے اخراج میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کھجور کو ایک گلاس پانی میں رات بھر پڑا رہنے دیا جائے، بعد میں اسی پانی میں انہیں حل کرکے شربت کی صورت میں صبح کے وقت پی لیا جائے تو یہ بہترین قبض کشا دوا کا کام کرے گی۔

یاد رہے کھجور میں وافر مقدار میں فائبر پایا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ نظامِ ہضم کو درست رکھتا ہے اور جسم میں پانی کی کمی ہونے سے بچاتا ہے۔ کھجور میں زیرو کولیسٹرول پایا جاتا ہے، جس کے باعث یہ دل کی بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ کھجور قبض اور معدے کی تیزابیت کو دور رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے جس سے معدہ درست طور پر کام کرتا ہے۔

نارتھ ڈیکوٹا اسٹیٹ یونیورسٹی کی ایک تحقیق کے مطابق کھجور میں تانبے (copper) کی مقدار زیادہ ہوتی ہے جو ہڈیوں کو طاقت بخشتی ہے، ساتھ ہی اس میں 'بورون' بھی پایا جاتا ہے جو ہڈیاں مضبوط بناتا ہے۔ کھجور کو بطور خوراک کھانا بلڈ پریشر کو متوازن رکھنے کے لیے بھی مؤثر ہے۔

سعودی عرب میں کھجور کی لگ بھگ سو سے زائد قسمیں پائی جاتی ہیں، ایک دور میں پوری مملکت میں سب سے زیادہ کھجور کی پیداوار کا شرف مدینہ منور کو حاصل تھا، لیکن اب دیگر علاقوں میں بھی کھجور وافر مقدار میں پیدا ہوتی ہیں۔ کھجوروں میں چند مقبول نام عجوہ، برہی، خلص، خضری، مجدولہ، نبوت، سیف، سقی اور سکری ہیں.

حلقۂ ذکر الٰہی، تعلیمات اسلامی ودینی تربیتی مجالس

بروز جمعرات

☆ بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری ووعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

بروز جمعہ

☆ 2-00 تا 3-00 بجے: خطاب علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری' آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے

☆ بعد نماز جمعہ: مجلس درود وذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیرالانام ﷺ۔

بروز ہفتہ

☆ دینی تربیتی کیمپ

بعد مغرب تا اتوار کی عشاء

ذکر واذکار، وظائف و درود، فقہی وبنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد واشراق کی عملی تربیت

(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

بروز اتوار

☆ دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؒ، فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

بروز پیر

☆ بعد نماز مغرب تا عشاء حلقہ ذکر ودرس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

بروز منگل

☆ مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال وجواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

☆ بعد گیارہ روزہ محافل

روزانہ: بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

زیرنگرانی وزیرسرپرستی

حضرت العلامہ مولانا

سید شاہ عبیداللہ قادری'
آصف پاشاہ صاحب قبلہ

سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی وخطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد۔

زیرانتظام:

انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھراپردیش

040-66171244

تصانیف شعبہ نشرواشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆ کشف الخلاصہ ☆ مناجات ختم قرآن مجید ☆ دینی تعلیمی نصاب

☆ خطبات شجاعیہؒ ☆ سیرت شجاعیہؒ ☆ مناقب شجاعیہؒ

☆ دل کی بیماریاں اوران کا علاج ☆ رسالہ فضائل رمضان ☆ اوراد ووظائف

Books of
Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

شجاعیہ ٹائمز
معلوماتی
7 مارچ 2025 ء

سورة الاعراف

.1 اللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح وامن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا)۔ o2. پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ o3. (یہ آیات) اللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اوراس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کرلو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اوراگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کرسکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں o

.6 اوراگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواستگار ہو تو اسے پناہ دے دیں تاآنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہوسکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ o7. (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہوسکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے 9.o انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے " اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیا داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اوران کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جاسکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اوراس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل وملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس ورغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیا داروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اوران کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اوراگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے اوراس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

زکوۃ مال میں خیر وبرکت کا باعث

مال ودولت کی محبت فطری وطبعی ہے، ہر انسان مال ودولت کو عزیز رکھتا ہے، اس کو جمع کرنے کی جستجو کرتا ہے اور ہمیشہ اس کو فروغ دینے کے لئے کوشاں رہتا ہے اور بسا اوقات اس کی محبت دل پر اس قدر غالب آجاتی ہے کہ وہ اس کے حصول وفکر میں خدا اوراس کے رسول ﷺ کے احکامات کو تک فراموش کر دیتا ہے اور نافرمانی ومعصیت کا مرتکب ہوکر آخرت کی دائمی وابدی سعادتوں سے غافل ومحروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''لوگوں کے لئے خواہشات کی محبت آراستہ کر دی گئی ہے (جن میں) عورتیں اور اولاد اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی (شامل ہیں) یہ (سب) دنیوی زندگی کا سامان ہے اور اللہ کے پاس بہتر ٹھکانہ ہے۔ (اے حبیب!) آپ فرما دیجئے! کیا میں تمھیں ان سب سے بہترین چیز کی خبر دوں؟ پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس (ایسی) جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (ان کے لئے) پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور (سب سے بڑی بات یہ کہ) اللہ کی طرف سے خوشنودی نصیب ہوگی اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے''۔ (سورہ آل عمران۔)

انسان عالیشان مکانات، ماڈرن وعمدہ سواریاں، کھیتیاں، باغات، کمرشیل جائیداد، فارم ہاؤس، بینک بیلنس اور سماج میں اونچے مقام وحیثیت کے لئے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو ضائع کر دیتا ہے، جب کہ یہ ساٹھ ستر سالہ عارضی زندگی کا حقیر ساز وسامان ہے، اس کے مقابل دائمی وابدی زندگی آخرت میں نجات وکامرانی سے بالکل غافل ہے۔ اللہ تعالی دنیوی زندگی کی حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے اعلان فرماتا ہے: ''جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشہ ہے اور ظاہری آرائش ہے اور آپس میں فخر اور خودستائی ہے اور ایک دوسرے پر مال واولاد میں زیادتی کی طلب ہے۔ اس کی مثال بارش کی ہے، جس کی پیداوار کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔ پھر وہ خشک ہو جاتی ہے، پھر تم اسے پک کر زرد ہوتا دیکھتے ہو، پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی جانب سے مغفرت وعظیم خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی دھوکے کی پونجی کے سواء - کچھ نہیں ہے۔'' (اے بندو!) تم اپنے رب کی بخشش کی طرف تیزی کرو اور جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی وسعت جتنی ہے، ان لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اوراس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے اسے عطا فرما دیتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے''۔ (سورۃ الحدید۔۲۰،۲۱)

مال محبوب ہوتا ہے اور جب بندہ مؤمن اپنی عزیز ومحبوب شے کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو گویا وہ اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ اللہ تعالی ہی اس کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے، حتی کہ مال ودولت جس کے حصول کے لئے لوگ اپنی ساری توانائی صرف کر دیتے ہیں، دست وگریباں ہو جاتے ہیں، حتی کہ بسا اوقات قتل وخون کی نوبت آجاتی ہے، وہ اسی مال کو اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے اس کی راہ میں صرف کر دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید اور احادیث طیبہ میں اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرنے کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ اللہ تعالی قرآن مجید کے آغاز میں سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات میں ارشاد فرماتا ہے کہ ''قرآن مجید متقین کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے، وہ وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے رزق ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں''۔ (سورۃ البقرہ۔) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرنے پر صحابہ کرام اور تاقیامت امت کو ترغیب دی، بلکہ عملی طور پر بھی بہترین وناقابل یقین نمونہ پیش فرمایا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کچھ مانگا، آپ نے کبھی انکار نہیں فرمایا'' (بخاری، کتاب المناقب) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ بالخصوص رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی سخاوت کا حال بیان کرتے ہوئے آپ کو چلنے والی ہوا سے زیادہ سخی قرار دیتے (بخاری باب کیف کان بدء الوحی) ایک مرتبہ ایک شخص کو آپ ﷺ نے دو پہاڑوں کے درمیان پھیلا ہوا ریوڑ عنایت فرمایا۔ وہ اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا کہ اسلام لے آؤ، کیونکہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ فقر کی پرواہ نہیں کرتے (مسلم) ایک مرتبہ جب آپ ﷺ کے پاس بحرین سے ستر ہزار درہم کی خطیر رقم آئی تو آپ ﷺ نے اس کو مسجد میں چٹائی پر بکھیر دیا اور پھر جو سامنے آیا اسے دیتے گئے، یہاں تک کہ وہ رقم تقسیم فرما دی۔ (ابن الجوزی)

آپ ﷺ کی دریا دلی اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ اگر اپنے پاس موجود نہ ہوتا تو آپ ﷺ قرض لے کر سائل کو مرحمت فرماتے (قاضی عیاض، الشفاء) فرط سخاوت سے بقول حضرت انسؓ آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز ذخیرہ نہیں رہتی تھی (ابن الجوزی) ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کے پاس کچھ کھجوریں جمع دیکھیں تو پوچھا کہ ''اے بلال! یہ کیا ہے؟''۔ انھوں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! کچھ ذخیرہ کر رہا ہوں، تاکہ کسی وقت کام آسکے''۔ فرمایا ''مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ یہ جہنم کا دہکایا ہوا ٹکڑا بھی ہوسکتا ہے''۔ پھر فرمایا ''اے بلال! خرچ کر اور تنگی کا خوف نہ کر''۔ (ابن الجوزی) بعض لوگ شادی بیاہ کے موقع پر بے دریغ مال خرچ کرتے ہیں اور ہزاروں لوگوں کے کھانے کا بہترین انتظام کرتے ہیں اوراس پر لاکھوں روپئے خرچ کر دیتے ہیں۔ چھلہ، چھٹی، عقیقہ، سالگرہ اور دیگر موقعوں پر پوری دریا دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، لیکن جب زکوۃ ادا کرنے کا مرحلہ آتا ہے تو نہایت بخیل ہو جاتے ہیں اوراس سے بچنے کے لئے دس بہانے اور حیلے ڈھونڈتے ہیں۔ بعض حضرات انسانی ہمدردی میں اس قدر آگے آتے ہیں کہ کار خیر، مسجد کی تعمیر، طلبہ کی کفالت، غرباء ومساکین اور عزیز واقارب کی امداد میں دل کھول کر حصہ لیتے اور جب زکوۃ کی نوبت آتی ہے تو دل تنگ ہو جاتا ہے اور وہ زکوۃ کی واجب شدہ کامل رقم ادا نہیں کرتے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ زکوۃ کی ادائیگی نفس پر نہایت گراں اور شاق ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ چالیسواں حصہ ادا کرنا ہوتا ہے، مگر اس کی ادائیگی کسی پہاڑ سے کم نہیں ہوتی اور جب بندہ نفس کے دھوکہ سے بچکر کامل طور پر زکوۃ ادا کرتا ہے تو وہ اجر عظیم کا حقدار ہو جاتا ہے۔ اس کا مال پاک وصاف ہو جاتا ہے، اس میں برکت ہوتی ہے، آفات ومصائب سے محفوظ ہو جاتا ہے، اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''تم زکوۃ دے کر اپنے اموال کو مضبوط قلعوں میں محفوظ کرلو'' (ابوداؤد) حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا ''یارسول اللہ! اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے، جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی، اس مال کا شر اس سے جاتا رہا''۔ (ابن خزیمہ، حاکم)

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی — 7 مارچ 2025 ء

زکوۃ ایک اہم اسلامی فریضہ

’’اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں (نفل) نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی. پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگلی رات نماز پڑھی تو اور زیادہ لوگ جمع ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات بھی اکٹھے ہوئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا: میں نے دیکھا جو تم نے کیا اور مجھے تمہارے پاس (نماز پڑھانے کے لئے) آنے سے صرف اس اندیشہ نے روکا کہ یہ تم پر فرض کر دی جائے گی۔ اور یہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔‘‘ امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے ان الفاظ کا اضافہ کیا: اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں قیام رمضان (تراویح) کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکماً نہیں فرماتے تھے چنانچہ (ترغیب کے لئے) فرماتے کہ جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ قیام کرتا ہے تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک تک قیام رمضان کی یہی صورت برقرار رہی اور یہی صورت خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے اوائل دور تک جاری رہی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا اور وہ انہیں نماز (تراویح) پڑھایا کرتے تھے لہٰذا یہ وہ ابتدائی زمانہ ہے جب لوگ نماز تراویح کے لئے (باجماعت) اکٹھے ہوتے تھے۔‘‘

اور امام عسقلانی نے ’’التلخیص‘‘ میں بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو دو راتیں 20 رکعت نماز تراویح پڑھائی جب تیسری رات لوگ پھر جمع ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف (حجرہ مبارک سے باہر) تشریف نہیں لائے۔ پھر صبح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہوا کہ (نماز تراویح) تم پر فرض کر دی جائے گی لیکن تم اس کی طاقت نہ رکھو گے۔‘‘

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حجرہ مبارک سے) باہر تشریف لائے تو رمضان المبارک میں لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن پاک یاد نہیں اور حضرت ابی بن کعب نماز پڑھتے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے درست کیا اور کتنا ہی اچھا عمل ہے جو انہوں نے کیا کیا۔‘‘

اور بیہقی کی ایک روایت میں ہے فرمایا: انہوں نے کتنا احسن اقدام یا کتنا اچھا عمل کیا اور ان کے اس عمل کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناپسند نہیں فرمایا۔‘‘

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تراویح پڑھنے کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکماً نہیں فرماتے تھے چنانچہ فرماتے کہ جس نے رمضان المبارک میں حصول ثواب کی نیت سے اور حالتِ ایمان کے ساتھ قیام کیا تو اس کے سابقہ (تمام) گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک تک نمازِ تراویح کی یہی صورت برقرار رہی اور خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اور پھر خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شروع تک یہی صورت برقرار رہی۔‘‘ ’’حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری روایت کرتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگ متفرق تھے کوئی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کی اقتداء میں ایک گروہ نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے خیال میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو اچھا ہوگا پس آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب کو جمع کر دیا، پھر میں ایک اور رات ان کے ساتھ نکلا اور لوگ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ان کو دیکھ کر) فرمایا: یہ کتنی اچھی بدعت ہے، اور جو لوگ اس نماز (تراویح) سے سو رہے ہیں وہ نماز ادا کرنے والوں سے زیادہ بہتر ہیں اور اس سے ان کی مراد وہ لوگ تھے (جو رات کو جلدی سو کر) رات کے پچھلے پہر میں نماز ادا کرتے تھے اور تراویح ادا کرنے والے لوگ رات کے پہلے پہر میں نماز ادا کرتے تھے۔‘‘

’’حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا تو سب مہینوں پر اسے فضیلت دی۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایمان اور حصول ثواب کی نیت کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو وہ گناہوں سے یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔‘‘

’’اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اس کے قیام (نماز تراویح) کو سنت قرار دیا ہے لہٰذا جو شخص ایمان اور حصول ثواب کی نیت کے ساتھ ماہ رمضان کے دنوں میں روزہ رکھتا اور راتوں میں قیام کرتا ہے وہ گناہوں سے یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا.‘‘

’’حضرت یزید بن رومان نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ (بشمول وتر) 23 رکعت پڑھتے تھے۔‘‘ ’’حضرت مالک نے داود بن حصین سے روایت کیا، انہوں نے حضرت اعرج کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا (نمازِ تراویح میں) قاری سورہ بقرہ کو آٹھ رکعتوں میں پڑھتا اور جب باقی بارہ رکعتیں پڑھی جاتیں تو لوگ دیکھتے کہ امام انہیں ہلکی (مختصر) کر دیتا۔‘‘ ’’حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے (اس حدیث کی شرح میں) بیان کیا کہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر شوافع اور احناف کا مذہب ہے۔ اسی طرح محلّی نے امام بیہقی سے بیان کیا۔‘‘ ’’حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ماہ رمضان میں تراویح کے لئے اکٹھا کیا۔ مردوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور عورتوں کو حضرت سلیمان بن حثمہ رضی اللہ عنہ تراویح پڑھاتے۔‘‘

’’امام ابو عیسیٰ ترمذی رضی اللہ عنہ نے اپنی سنن میں فرمایا: اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعت تراویح ہے جو کہ حضرت علی حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر اصحاب سے مروی ہے اور یہی (کبار تابعین) سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہم کا قول ہے اور امام شافعی نے فرمایا: میں نے اپنے شہر مکہ میں (اہل علم کو) بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا۔‘‘

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔‘‘

’’حضرت سائب بن یزید نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور ہم (بشمول وتر) تئیس رکعات پڑھتے تھے۔‘‘

’’حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور ان میں سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں شدت قیام کی وجہ سے وہ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔‘‘

’’ابو حصیب نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت سوید بن غفلہ ماہ رمضان میں نماز تراویح پانچ ترویحوں (بیس رکعت میں) پڑھاتے تھے۔‘‘ ’’حضرت شُتیر بن شکل سے روایت ہے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔‘‘ ’’حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔‘‘

یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دیگر سند سے بھی مروی ہے۔ ’’حضرت ابو الحسناء بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رمضان میں پانچ ترویحوں میں بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔‘‘ ’’ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔‘‘

’’حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ رمضان المبارک میں مسلمانوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے اور یہ رکعات وتر کے علاوہ تھیں۔‘‘

’’حضرت یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ انہیں (مسلمانوں کو) بیس رکعت تراویح پڑھائے۔‘‘

’’حضرت نافع بن عمر نے بیان کیا کہ ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔‘‘ ’’حضرت عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔‘‘ ’’حضرت حارث سے مروی ہے کہ وہ لوگوں کو رمضان المبارک کی راتوں میں (نماز تراویح) میں بیس رکعتیں اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے اور رکوع سے پہلے دعا قنوت پڑھتے تھے۔‘‘ ’’حضرت ابو البختری سے روایت ہے کہ وہ رمضان المبارک میں پانچ ترویح (یعنی بیس رکعتیں) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔‘‘

’’حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بشمول وتر 23 رکعت تراویح پڑھتے تھے۔‘‘ ’’حضرت سعید بن عبید سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ربیعہ انہیں رمضان المبارک میں پانچ ترویح (یعنی بیس رکعت) نماز تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔‘‘ ’’حضرت حسن (بصری) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی ابن بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں قیام رمضان کے لئے اکٹھا کیا تو وہ انہیں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔‘‘ ’’حضرت زعفرانی امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے لوگوں کو مدینہ منورہ میں انتالیس (39) اور مکہ مکرمہ میں تئیس (23) رکعت (بیس تراویح اور تین وتر) پڑھتے دیکھا۔‘‘

’’ابن رشد قرطبی نے فرمایا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے دو اقوال میں سے ایک میں اور امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور امام داود ظاہری رضی اللہ عنہم نے بیس تراتح کا قیام پسند کیا ہے اور تین وتر اس کے علاوہ ہیں... اسی طرح امام مالک رضی اللہ عنہ نے یزید بن رومان سے روایت بیان کی فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ تئیس (23) رکعت (تراویح) کا قیام کیا کرتے تھے۔‘‘

’’شیخ ابن تیمی نے ’’اپنے فتاویٰ‘‘ میں کہا کہ ثابت ہوا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے تو اکثر اہل علم نے اسے سنت مانا ہے۔ اس لئے کہ وہ مہاجرین اور انصار (تمام) صحابہ کرام کے درمیان (ان کی موجودگی میں) قیام کرتے (بیس رکعت پڑھاتے) اور ان میں انہیں سے کبھی بھی کسی نے نہیں روکا۔

مجموعہ الفتاویٰ النجدیہ میں ہے کہ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے تعداد رکعات تراویح سے متعلق سوال کے جواب میں بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز تراویح کے لئے جمع کیا تو وہ انہیں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔‘‘

☆توبہ کے بغیر، عبادت فضول ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت سے پہلے رکھا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے ترجمہ ’’توبہ کرنے والوں اور عبادت کرنے والوں کو (خوش خبری ہے) واضح ہو کہ اس آیت مبارکہ میں عبادت کرنے والوں کا ذکر بعد میں آیا ہے اور توبہ کرنے والوں کا ذکر پہلے آیا ہے اس میں یہ حکمت ہے کہ توبہ کے ذریعہ بندہ پاکیزہ ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد عبادت کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو پھر عبادت کا نور اُس پاکیزہ بندے کے قلب و بدن پر چڑھ جاتا ہے اسی لیئے فرمایا گیا کہ توبہ پہلے ہے، عبادت بعد میں ہے۔

Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar
Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com